رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZ, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت دو پیسے

جلد ۲۲ | مورخہ ۸ صفر ۱۳۵۴ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۱۲ مئی سنہ ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۶۲

سر ظفر علی کا عجیب مطالبہ اور اسکی عجیب تر تشریح

اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" نے سر مرزا ظفر علی صاحب کی عقل و فہم کا ماتم کرتے ہوئے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا تھا۔ کہ ہائی کورٹ کا ایک سابق جج ان تمام ہائی کورٹوں کے فیصلوں کو جن میں وہ قرار دے چکی ہیں۔ کہ احمدی مسلمان ہیں۔ نظر انداز کرتے ہوئے کس طرح حکومت سے یہ مطالبہ کرسکتا ہے کہ وہ احمدیوں کو مسلمانوں سے خارج کردے۔

فی الواقعہ یہ ایک حیرت انگیز امر تھا لیکن اس کا صدور چونکہ ایک ایسے شخص کی ذات سے ہوا تھا۔ جو بالفاظ سکھ معاصر "شیر پنجاب" اپنے عجیب و غریب قانونی فیصلوں کے لئے بہت شہرت حاصل کرچکے ہیں۔ اس لئے اسے معمولی بات سمجھا گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے یہ بات سر موصوف کو ناگوار گزری ہے اور انہوں نے اپنی معاملہ فہمی۔ اور ہوشمندی کا سکہ جمانے کے لئے اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کے جواب میں ایک اور مکتوب ایسٹرن ٹائمز میں شائع کرایا ہے۔ جس میں سارا زور اس نکتہ کے حل کرنے میں صرف کیا ہے۔ کہ

"اسلامی مسائل کے متعلق قطعی فیصلہ جس کی پابندی سب پر عائد ہوسکتی ہے۔ صرف وہی ہوسکتا ہے۔ جو ایسے قاضی۔ یا جج نے صادر کیا ہو۔ جو اسلامی شریعت سے بخوبی واقف ہو لیکن ہائی کورٹوں کے غیر مسلم جج اور بعض مسلم جج بھی اسلامی کتب کے مطالعہ سے محروم ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے فیصلے ایسے مسائل میں صحیح قرار نہیں دیئے جاسکتے!!"

قطع نظر اس سے کہ سر ظفر علی صاحب نے یہ جو کچھ فرمایا ہے۔ ہائی کورٹ کی ججی کے زمانہ میں اسکی خود عملاً تردید کرتے رہے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ انہوں نے اپنے سابقہ بیان کی تردید کی ہے۔ یا تائید۔ وہ اٹھے تو یہ ارادہ کرکے تھے۔ کہ سول اینڈ ملٹری گزٹ کے فاضل مدیر کو ان کے متعلق جو حیرت پیدا ہوئی اسے دور کریں۔ اور اسے یہ بات سمجھائیں۔ کہ انہوں نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ان کی ہائی کورٹ کی ججی کی سابقہ شان کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن بیان یہ فرما رہے ہیں۔ کہ اسلامی مسائل میں قطعی فیصلہ اسی قاضی یا جج کا ہوسکتا ہے۔ جو اسلامی شریعت سے بخوبی واقف ہو۔ اور ہائی کورٹوں کے فیصلے ایسے امور میں صحیح نہیں قرار دیئے جاسکتے حالانکہ یہ شان سے کسی نے پوچھا۔ اور نہ اس بارے میں ان کی رائے کچھ وقعت رکھتی ہے۔ پھر اس تکلیف فرمائی کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اصل سوال اور حیرت انگیز امر تو یہ تھا کہ سر ظفر علی نے ہائی کورٹ کا جج رہنے کے باوجود حکومت سے یہ مطالبہ کس عقل و فہم کی بنا پر کیا ہے کہ وہ احمدیوں کو مسلمانوں سے خارج کرکے غیر مسلم اقلیت قرار دیدے۔ جبکہ حکومت کی ہائی کورٹیں یہ فیصلہ دے چکی ہیں۔ کہ احمدیوں کو مسلمان کہلانے کا اسی طرح حق حاصل ہے جس طرح دوسرے مسلمانوں کو۔ بے شک یہ درست ہے۔ کہ "مسلمانوں کے نزدیک اسلامی مسائل کے متعلق قطعی فیصلہ جس کی پابندی سب پر عائد ہوسکتی ہے صرف وہی ہوسکتا ہے۔ جو ایسے قاضی یا جج نے صادر کیا ہو۔ جو اسلامی شریعت سے بخوبی واقف ہو" لیکن کیا سر ظفر علی صاحب کے نزدیک حکومت بھی اپنی ہائی کورٹوں کے فیصلوں کی اس لئے پابند نہیں ہوسکتی۔ کہ "ان کے غیر مسلم جج اور بعض مسلم جج بھی اسلامی کتب کے مطالعہ سے محروم ہوتے ہیں" امید نہیں سر ظفر علی باوجود اس غیر معمولی قانونی قابلیت کے جس کا اظہار اس بارے میں بھی وہ بہت کچھ کرچکے ہیں۔ یہ کہہ سکیں انہیں ماننا پڑے گا۔ کہ حکومت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ہائی کورٹوں کے فیصلوں کو درست سمجھے۔ اور ان کو نافذ کرے۔ اس صورت میں وہ غور فرمائیں۔ حکومت سے ان کا یہ مطالبہ حد درجہ مضحکہ خیز ہے۔ یا نہیں۔ کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر مسلمانوں سے خارج کردیا جائے۔ اور اس مطالبہ کی لغویت اس وقت بہت بڑھ جاتی ہے۔ جب وہ ایک ایسے شخص کی طرف سے پیش ہو۔ جو ایک ہائی کورٹ کا جج رہ چکا ہو۔

پھر "مرزائی مسلمان ہیں۔ یا کافر" کا جو سوال انہوں نے اٹھایا ہے وہ ایک اسلامی مسئلہ ہے

باقی دیکھیں صفحہ ۸۔ کالم اول

حضرت امیر المومنین اور جماعت احمدیہ کی طرف سے ملک معظم کی خدمت میں ہدیہ تہنیت

وفادارانہ جذبات کا مخلصانہ اظہار

جناب ناظر صاحب اعلیٰ جماعت احمدیہ نے حسب ذیل تار سلور جوبلی کے موقعہ پر ارسال کیا:۔

اپنے مقدس و محترم آقا و پیشوا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ مرکزی ایگزیکٹو یعنی صدر انجمن احمدیہ۔ اور تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے میں نہایت ادب کے ساتھ وفادارانہ مبارکباد پیش خدمت کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کے ممبران نے جو دنیا کے اکثر ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جوبلی کی تقریبات میں پورے خلوص اور جوش کے ساتھ حصہ لیا ہے اور یور میجسٹی کی درازی عمر اور پُر مسرت و پُر امن زندگی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ نیز یہ دعا کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ و برٹش ایمپائر کو آپ کی دانشمندانہ رہنمائی حاصل رہے۔

جماعت احمدیہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس کے بانی نے موجودالوقت حکومت کی وفاداری کو صرف پولیٹیکل فرض نہیں بلکہ مذہبی فرض قرار دیا ہے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ برٹش گورنمنٹ اپنی انصاف پروری۔ مذہبی و سیاسی آزادی اور دوسری خوبیوں کی روایات کی وجہ سے دنیا کی بہترین حکومت ہے۔ اور یہ ایک ایسی عالمگیر ایمپائر ہے۔ جس کے ماتحت مختلف ممالک اندرونی طور پر بالکل آزاد ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق بعض اعتراضات کے جواب

اخبار اہل السنت والجماعت کے خودساختہ معیار

(۲)

"الفضل" کی اشاعت فردا میں بعض ان اعتراضات کا جواب دیا جاچکا ہے۔ جو اخبار "اہل السنت والجماعت" امرتسر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے متعلق کئے آج اس کے باقی اعتراضات کا جواب ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

معترض لکھتا ہے۔ "انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بالخصوص حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں اللہ تعالےٰ کا بندہ اور رسول ہوں۔ اور لوازمات بشریہ سے علیحدہ نہیں ہوں کما قال انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الٰہٌ واحد۔ کانا یاکلان الطعام بر خلاف مرزا صاحب قادیانی کے کہ انہوں نے کھلے الفاظ میں لکھا کہ میں عین خدا ہو گیا ہوں کما قال صرتُ عین اللّٰہ"۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ اپنے آپ کو بشر سمجھا۔ اور کبھی یہ نہیں فرمایا۔ کہ میں لوازمات بشریہ سے علیحدہ ہوں۔ آپ اپنے متعلق صاف الفاظ میں فرماتے ہیں۔ "میں ایک مشت خاک ہوں" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۱) پھر اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں خدا تعالےٰ کا یہ الہام نقل فرماتے ہیں۔ کہ "قل انما انا بشرٌ مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰھکم الٰہٌ واحد۔ جس کا ترجمہ خود ہی یہ کرتے ہیں "ان کو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں۔ میری طرف یہ وحی ہوئی ہے۔ کہ تمہارا خدا ایک ہے"۔

پس یہ بالکل غلط ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو لوازمات بشریہ سے علیحدہ سمجھا۔ ہاں اس میں شبہ نہیں آپ نے کہا۔ کہ صرت عین اللّٰہ۔ مگر یہ ایک کشفی حالت تھی جسے ظاہر پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ اس سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے۔ کہ آپ نے دعویٰ خدائی کیا۔ آپ آئینہ کمالات اسلام میں جہاں صرت عین اللّٰہ کے الفاظ آتے ہیں۔ ارقام فرماتے ہیں۔ لا نعنی بھٰذہ الواقعۃ کما یعنی فی کتب اصحاب وحدۃ الوجود وما نعنی بذالک ما ھو مذھب الحلولیین بل ھٰذہ الواقعۃ توافق حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعنی بذالک حدیث البخاری فی بیان مرتبۃ قرب النوافل لعبادہ الصالحین (صفحہ ۵۶۶) یعنی اس کشف میں جو کچھ بیان ہوا۔ اس سے ہماری مراد وہ نہیں۔ جو وحدۃ الوجود والے لیتے ہیں اور نہ اس سے ہمارا وہ منشاء ہے جو اللہ تعالےٰ کے حلول کے قائل لوگوں کا ہے۔ بلکہ یہ واقعہ بخاری کی اس حدیث کے موافق ہے۔ جس میں اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کا نوافل کے ذریعہ مرتبۂ قرب پانا مذکور ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ اعنی بعین اللّٰہ رجوع الظل الیٰ اصلہٖ وغیبوبتہ فیہ کما یجری مثل ھٰذہ الحالات فی بعض الاوقات علی المحبین (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۶) یعنی یہ جو بیان ہوا کہ کشف میں میں نے دیکھا۔ کہ میں عین اللہ ہوں۔ اس سے میری مراد وہ حالت ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے محبین پر بعض اوقات طاری ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی ہستی کو جو شل سائے کے ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات میں گمشدہ پاتے ہیں۔ پس صرت عین اللّٰہ کہنا اول تو کشفی حالت کا واقعہ ہے۔ پھر اس سے مراد بھی خدا ہو جانا نہیں۔ بلکہ جیسا کہ آپ فرما چکے ہیں۔ خدا تعالےٰ کا وہ انتہائی قرب حاصل کرنا ہے جس میں انسانی نفس بالکل غائب ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات میں انسان اپنے آپ کو گم پاتا ہے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ اپنے آپ کو بشر سمجھا۔

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ "جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مرض مراق وجنون سے منزہ ہوتے ہیں۔ جیسے فرمایا اولم یتفکروا ما بصاحبھم من جنۃ۔ بخلاف مرزا صاحب قادیانی کے کہ وہ علاوہ مرض ذیابیطس وہسٹریا کے مرض مراق میں مبتلا تھے۔ اور مراق مالیخولیا وجنون کے اقسام سے ہے"۔ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے انبیاء کو ہمیشہ مجنون کہا جاتا رہا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے۔ کہ مخالف کہتے۔ ءانا لتارکوا اٰلھتنا لشاعر مجنون۔ کیا ہم ایک مجنون کی خاطر اپنے بتوں کو چھوڑ دیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بھی اگر مخالف جنون ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو اس کوشش کا ماحصل بجز اس کے کچھ نہیں۔ کہ وہ اپنے آپ کو کفار مکہ کا مثیل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ثابت کرتے ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کہیں تحریر نہیں فرمایا کہ مجھے مراق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوران سر اور سر درد کا مرض ضرور تھا۔ اور آپ نے اپنی اکثر کتب میں اس کا ذکر فرمایا۔ مگر ایک مقام پر بھی آپ نے اس کا نام مراق نہیں رکھا۔ مخالف تو مراق کو جنون کی ایک قسم تصور کرتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "خدا تعالےٰ یہ بھی جانتا تھا۔ کہ اگر کوئی خبیث مرض دامنگیر ہو جائے۔ جیسا کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی۔ تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے۔ کہ اس پر غضب الٰہی ہو گیا۔ اس لئے پہلے سے اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی۔ کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا۔ اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا" (اربعین ۳ صفحہ ۳ حاشیہ) اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس مرض سے محفوظ رکھا۔ جو جنون یا جذام یا مرگی یا اندھاپن وغیرہ کی قسم سے تھی۔ اور چونکہ مراق کو دشمنانِ احمدیت جنون کی ایک قسم تصور کرتے ہیں۔ اس لئے لازماً آپ اس سے محفوظ تھے بلکہ بین ثبوت یہ ہے۔ کہ آپ نے ایک جگہ بھی تحریراً اپنے امراض کے متعلق مراق کا لفظ استعمال نہیں فرمایا۔ باقی دوران سر اور ذیابیطس کے امراض آپ کو اس لئے تھے کہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا جماعہائے احمدیہ سے اہم مطالبہ

۲۶ مئی بروز اتوار ہر جگہ جلسے کئے جائیں

تحریک جدید کو کامیاب بنانے کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مجلس مشاورت کے موقعہ پر ایک خطبہ جمعہ کے ذریعہ تمام جماعتہائے احمدیہ سے یہ مطالبہ فرما چکے ہیں۔ کہ "۲۶ مئی اتوار کے دن ہر جگہ کی جماعتیں جلسے کریں۔ اور مختلف لوگ مختلف موضوعات پر لیکچر دیں۔ مثلاً کوئی صلح و محبت پر لیکچر دے۔ کوئی اس پر لیکچر دے۔ کہ چندوں کے بقائے صاف کئے جائیں۔ کوئی اس بات پر لیکچر دے۔ کہ لڑکوں کو تعلیم کے لئے قادیان بھیجا جائے۔ کوئی اس بات پر لیکچر دے۔ کہ تحریک جدید کے آئندہ سال کے چندہ کے لئے جماعت کو تیار رہنا چاہئیے" "غرض ۲۶ مئی کی نسبت میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ اس دن تمام جماعت کو چاہئیے۔ کہ وہ جلسے کرے۔ اور جس طرح عید کے دن مرد اور عورتیں اکٹھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح اس دن جمع ہو کر تحریک جدید کے ہر حصہ پر تقریریں کی جائیں۔ اگر کسی جماعت کے افراد تھوڑے ہوں۔ تو ان میں سے ایک ایک شخص دو دو چار چار حصوں پر تقریریں کر سکتا ہے۔ اور اگر زیادہ ہوں۔ تو ایک ایک حصہ پر علیحدہ علیحدہ ہر شخص لیکچر دے سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ وہی دلائل دیئے جائیں۔ جو میں بیان کر چکا ہوں۔ بلکہ اگر کوئی شخص اس کے علاوہ دلائل رکھتا ہو۔ تو وہ بھی بیان کئے جاسکتے ہیں"۔

اس ارشاد کے ماتحت تمام امرائے جماعت ہائے احمدیہ و سکرٹریان تبلیغ کو بالخصوص اور احباب جماعت ہائے احمدیہ کو بالعموم توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ چونکہ ۲۶ مئی کا دن بہت قریب آرہا ہے۔ اس لئے وہ ابھی سے ان جلسوں کے انعقاد کی تیاری شروع کر دیں۔ اور مختلف احباب کے سپرد تحریک جدید کے مختلف پہلو کرتے ہوئے انہیں تاکید کریں۔ کہ وہ اچھی طرح تیار ہو کر لیکچر دیں۔ پھر عید کی طرح ۲۶ مئی کو ہر جگہ مردوں عورتوں اور بچوں کا اجتماع کیا جائے۔ اور لیکچر دیئے جائیں۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے بیان پر نظر

از جناب حقانی - ایم - اے

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے "احسان" میں ایک عجیب و غریب بیان شائع کرایا ہے میرا خیال تھا۔ وہ اپنی فلسفیانہ خلوت سے نکلنا پسند نہیں کریں گے۔ اور "دل کا مطلب استعاروں میں چھپا جانے کی" شاعرانہ عادت انہیں پبلک میں اس طرح بے نقاب آنے کی اجازت نہیں دے گی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ جلوت میں آنے کے اسباب اتنے قوی تھے۔ جو انہیں کھینچ ہی لائے۔

اس بیان میں علامہ موصوف نے کوئی نئی بات بیان نہیں کی۔ ان مسائل پر وہ نہایت شرح و بسط کے ساتھ اپنی کتب میں "نظری" و "عملی" نقطہ ہائے نگاہ سے بحث کر چکے ہیں مجھے ایک امر کا افسوس ہے۔ کہ علامہ موصوف نے پوری جرأت سے کام نہیں لیا وہ تمام "نظری" و "عملی" دلائل پیش نہیں کئے جو وہ اپنی فلسفیانہ و شاعرانہ تصنیفات میں پیش کرنے کے عادی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے۔ تو پبلک پر ان کی نفسیاتی کیفیات اور ذہنی کاوشیں عیاں ہو جاتیں۔ اور ان کے استعاروں کے مطالب عوام بھی سمجھ لیتے گو ممکن ہے انہیں یہ سودا مہنگا پڑتا۔

میرا خیال ہے۔ علامہ موصوف کا بیان پُر شوکت الفاظ اور فلسفیانہ اسلوب بیان کی وجہ سے اب بھی عوام کی سمجھ میں نہیں آیا ہوگا۔ اور ان کے لئے یہ معمہ بنا ہوا ہوگا۔ اس لئے میں کوشش کروں گا۔ کہ ان کے بین السطور مطالب واضح کر دوں۔ ایسا کرنے میں اگر ان کے دلائل کی سطحیت واضح ہو جائے۔ تو میرا قصور نہیں ہوگا۔ چونکہ انہوں نے خود "نظری" پہلو سے گریز کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو "عملی" پہلو تک محدود رکھا ہے۔ اس لئے میں بھی مختصر الفاظ میں ان کے بیان پر سرسری تبصرہ پر ہی اکتفا کروں گا۔ اگر خدا نے توفیق دی۔ تو عنقریب ان مسائل پر تمام پہلوؤں سے بحث کرونگا۔ انشاء اللہ

مجوسی ثقافت اور سر اقبال

علامہ اقبال کے نقطہ نگاہ کو واضح کرنے کے لئے "مجوسی ثقافت" پر روشنی ڈالنا ضروری ہے:-

ڈاکٹر صاحب فلسفی شاعر ہیں۔ اس لئے طبعاً "آزاد" واقع ہوئے ہیں۔ انہیں "عقل و جذبات" کی جولانیوں کے لئے ایک وسیع میدان چاہیئے۔ اور اس امر سے اطمینان۔ کہ ان کا کوئی زندہ مقتدا نہیں۔ وہ کتابوں سے جو نتائج چاہیں۔ اخذ کریں۔ اور جس طرح چاہیں زندگی بسر کریں۔ کوئی کلیم اللہ نہ ہو۔ جو لوگوں کو ایک خدائی آواز پر جمع کرے۔ کیونکہ اس صورت میں اپنی زندگی کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں دینی پڑے گی۔ "عصر حاضر کی تحقیقات" علامہ موصوف کو عجیب الجھنوں میں مبتلا رکھتی ہے اور انہیں اپنے فلسفیانہ خیالات کے ٹھکانے کے لئے ایک کھونٹی درکار تھی۔ وہ "مجوسی ثقافت" کی صورت میں ان کے ہاتھ آگئی ہے

"مجوسی ثقافت" یا Magian Culture کیا ہے؟ "عصر حاضر کی علمی تحقیقات کے مطابق مجوسی ثقافت کا تصور زرتشتیوں۔ یہودیوں۔ ابتدائی عیسائیوں۔ کلدانیوں اور سبا والوں کے مذہبی خیالات کے نچوڑ پر مشتمل ہے۔" (احسان)

وہ مذہبی خیالات کا نچوڑ کیا ہے؟ ان تمام مذاہب میں ایک "آنے والے" کے متعلق پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں۔ یہودیوں کو ایلیا نبی کا انتظار ہے۔ اور عیسائیوں کو مسیح کی آمد ثانی کا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ بدیگر الفاظ ان تمام مذاہب میں ایک "مسیح موعود" کا انتظار پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک یہ عقیدہ اقوام کے لئے سخت مہلک ہے۔ اس طرح اقوام مسلسل امید و انتظار کی کشمکش میں مبتلا رہتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ پرانی اقوام کی "شکست و ریخت کا عمل" برابر جاری رہتا ہے:-

فلسفیانہ بحث کا مطلب سادہ الفاظ میں

سادہ اور صاف الفاظ میں اس تمام فلسفیانہ بحث کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً یہودیوں کی ایک متحدہ قوم تھی۔ جو مسلمانوں کی طرح "اپنے تمام اختلافات اور ارتداد و الحاد کے فتووں کے باوجود" متفق و متحد تھی۔ لیکن ان کی قومیت میں ایک گھن لگ گیا۔ اور وہ تھا ایک "آنے والے مسیح کا انتظار"۔ چنانچہ ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔ کہ "وہ میں ہوں"! اب قانون قدرت کے مطابق "شکست و ریخت کا عمل" شروع ہوا۔ کچھ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے۔ اور منکرین کو "خدا کی بادشاہت" سے دور بتلانے لگے۔ یہودیوں کی "قومی وحدانیت" خطرے میں پڑ گئی۔ عوام میں "مدافعت کی حس اضطراری" بیدار ہوئی۔ فقیہوں۔ اور فریسیوں نے اس "مذہبی طالع آزما" (نعوذ باللہ) کے دعاوی کے خلاف دھواں دھار تقریریں کیں۔ چونکہ "قوم کی وحدانیت" کو سخت خطرہ لاحق ہو رہا تھا۔ اس لئے "رواداری" کا خیال تک بھی ان کے لئے سم قاتل تھا۔ لہٰذا ان میں سے وہ لوگ جو حکومت میں اثر و اقتدار رکھتے تھے۔ حکام کے پاس دوڑے گئے۔ اور "خوش قسمتی" سے رومن حکومت میں یہودیوں کی قومی وحدانیت برطانوی حکومت میں مسلمانوں کی قومی وحدانیت سے زیادہ محفوظ تھی۔ (احسان ۵ مئی ۱۹۳۵ء)

اس لئے اس "مذہبی طالع آزما" (نعوذ باللہ) کو صلیب پر کھینچ دیا گیا:-

غالباً ناظرین سمجھ گئے ہونگے۔ کہ "مجوسی انداز نگاہ" کیا ہے۔ کتنا خطرناک ہے۔ اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کونسی تدابیر بروئے کار لانی چاہئیں۔ اسلام کی "شومیٔ قسمت" دیکھئے۔ کہ "عصر حاضر کی دنیائے اسلام میں حریص اور بے علم ملائیت نے طباعت و نشر کی سہولتوں سے فائدہ اٹھا کر کمال خیرہ چشمی سے اس بیسویں صدی مسیحی میں پرانے مجوسی انداز نگاہ کو نافذ کرنے کی کوشش کی"۔ (احسان ۵ مئی)

مسیح و مہدی کی آمد اور سر اقبال

ملکی سمجھے؟ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ جو مسلمانوں میں مسیح اور مہدی کی آمد کا انتظار ہے۔ مجوسی انداز نگاہ کا نتیجہ ہے۔ ورنہ "ظاہر ہے۔ کہ اسلام جو نوع انسانی کی مختلف اقوام کو صرف ایک ہی قوم میں جمع کرنے کا مدعی ہے۔ کسی ایسی تحریک کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ جو اس کی موجودہ وحدانیت کے لئے موجب خطرہ ہو۔ اور نوع انسانی کی سوسائٹی میں مزید اختلافات پیدا کرنے کی حامل ہو۔" (احسان ۵ مئی)

گویا ڈاکٹر صاحب صریح طور پر مسیح اور مہدی کی آمد کے عقیدہ کو باطل قرار دے رہے ہیں۔ اور اسے اسلام کے لئے ناقابل برداشت بتا رہے ہیں۔ اس سے مسیح اور مہدی کی آمد کا انتظار کرنے والے مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ڈاکٹر صاحب ان کے سامنے کیا نظریہ پیش کر رہے ہیں:-

جماعت احمدیہ کی مخالفت کی وجہ

ڈاکٹر اقبال اس بات کے قائل ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح فوت ہو چکے ہیں۔ اور مسیح و مہدی کی آمد کے متعلق تمام احادیث۔ اور روایات "مجوسی ثقافت" کی مرہون منت ہیں۔ اور انہوں نے اپنے بیان میں صاف طور پر فرما دیا ہے۔ اسلام "مجوسی انداز نگاہ" کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ صاف الفاظ میں اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ "مسیح موعود" کی انتظار نہ صرف لغو۔ اور بے ہودہ ہے۔ بلکہ قومی واحدانیت کے لئے سخت خطرناک بھی ہے اور اگر اس خطرہ کو محسوس نہ کیا گیا۔ تو مسلمانوں کا بھی وہی حشر ہوگا۔ جو یہودیوں کا ہوا۔ اس لئے ضرورت ہے اس امر کی۔ کہ "قادیانی تحریک" کا مقابلہ پوری قوت۔ اور تن دہی کے ساتھ کیا جائے۔

اور یہودیوں کی طرح عوام کی "حس اضطراری" کو بیدار کیا جائے۔ علماء کو مضامین اور کتابیں لکھنے کے لئے آمادہ کیا جائے۔ اور حکومت میں اثر رکھنے والے کیا کریں؟ وہی جو یہودی "فقیہوں" نے کیا۔ یعنی اس "باغی جماعت" کو نیست و نابود کر دیں۔ لیکن "بدقسمتی" سے "برطانوی حکومت میں ہندوستان کے مسلمانوں کی قومی وحدانیت اتنی بھی محفوظ نہیں جس قدر رومن حکومت کے زیر اقتدار حضرت مسیح کے دنوں میں یہودیوں کی قومی وحدانیت محفوظ تھی۔" (بیان ڈاکٹر صاحب۔ احسان ۵ مئی)

اس کا علاج؟ جو ہندوستان میں ہو سکے بیان کر دیگر علامہ موصوف کے نزدیک "برطانوی ملت" کی "حس اضطراری" کو بیدار کئے بغیر کام بنتا نظر نہیں آتا۔ اسی لئے تو علامہ موصوف کا ارادہ تھا۔ کہ "میں برطانوی ملت کے نام ایک مکتوب مفتوح لکھ کر ان سیاسی اور معاشرتی پیچیدگیوں کو واضح کروں۔ جو اس مسئلہ کے ساتھ وابستہ ہیں" (باقی)

جہاد بالسیف

معاملہ یہیں تک رہتا تو خیر تھی۔ مگر قسمتی سے ڈاکٹر صاحب نرے فلسفی اور شاعر ہی نہیں۔ انہیں "سیاسی رہنما" بننے کا بھی شوق ہے۔ اور نطشہ حکیم المانوی جس کے متعلق ان کی رائے ہے کہ

"قلب او مومن دماغش کافر است"

سخت جہادی سپرٹ کا آدمی تھا۔ اور علامہ موصوف کا "فلسفۂ خودی" بدیگر الفاظ نطشہ کا فلسفہ Will to Power (عزم للتفوق) ہی ہے۔ جرمنی اور اٹلی میں جہادی سپرٹ کے ڈکٹیٹر حکمران ہیں۔ اسلام میں بھی جہاد کا حکم وارد ہے۔ لہٰذا "جہاد بالسیف" اسلام کا مرکزی و اساسی مسئلہ ہے۔ اس کی منکر جماعت کو زندہ رہنے دینا "اسلام کی قومی وحدانیت" کے لئے مہلک ہے۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ جہاد بالسیف کے لئے بھی تو جرنیل کی ضرورت ہے۔ جس کے احکام بلا چون و چرا ماننے جائیں۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب کبھی کبھی "مجوسی انداز" سے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اور یوں بھی نطشہ کے Superman (مافوق الانسان یا فوق العادت انسان) کے بالمقابل اپنے فلسفہ کے تکمیل کے لئے ایک ایسے ہی انسان کو پیش کرنے کی ضرورت بھی ہے۔ مقصود ہے "اسلامی حکومت" کا قیام اور یہ جہاد بالسیف کے بغیر ممکن نہیں۔ اور جہاد بغیر فوجی جرنیل کے کیسے ہوسکتا ہے۔ لہٰذا

ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار
وہی مہدی وہی آخر زمانی
(بال جبریل)

یاد رکھئے "خودی" سے مراد جہادی سپرٹ ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو سب سے پہلے اسلام کی فوجی طاقت کو مستحکم کرکے علم جہاد بلند کردے۔ وہی مہدی آخر زمان کہلانے کا مستحق ہے۔

مرد حق کی ضرورت

ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب موسومہ جاوید نامہ میں Superman کے متعلق بالصراحت لکھا ہے۔ مسلمانوں کی بے دینی کا رونا ان الفاظ میں روتے ہیں۔

عالماں از علم قرآں بے نیاز
صوفیاں درندہ گرگ و مو دراز

ہم مسلمانان افرنگی مآب
چشمۂ کوثر بجویند از سراب
بے خبر از سر دیں اند ایں ہمہ
اہل کیں اند اہل کیں اند ایں ہمہ

ظاہر ہے کہ اس قسم کے مسلمانوں سے کیا امید ہوسکتی ہے۔ قوموں کا احیاء و ترقی و اقبال تو مرد آسمانی سے ہی وابستہ ہوا کرتا ہے۔

مرد حق از آسماں افتد چو برق
ہیزم او شہر و دشت غرب و شرق
ما ہنوز اندر ظلام کائنات
او شریک اہتمام کائنات
او کلیم و او مسیح و او خلیل
او محمد او کتاب او جبریل
آفتاب کائنات اہل دل
از شعاع او حیات اہل دل
اول اندر نار خود سوزد ترا
باز سلطانی بیاموزد ترا
(جاوید نامہ)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ علامہ موصوف کس تیزی سے چلے تھے۔ "برطانی ملت" کو معاشرتی و سیاسی پیچیدگیاں بتلانے اور خود بغل میں کیا دبائے بیٹھے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنا سارا زور بیان مسلمانوں کی قومی وحدانیت اور "مجوسی انداز نگاہ" پر صرف کردیا ہے۔ لیکن کیا مسلمان واقعی اس بات کے قائل ہیں۔ کہ مسیح موعود کی آمد کا انتظار قوم کے لئے اس قدر خطرناک ہے۔ اور یہ عقیدہ مجوسی ثقافت کے اثر کا نتیجہ ہے؟ اس کا جواب "احسان" میں ان فتاویٰ کی شکل میں شائع ہوچکا ہے جو علامہ مشرقی کے خلاف لگائے گئے ہیں۔ باقی رہا علامہ اقبال کا دعویٰ کہ "تمام فرقے اپنے تمام اختلافات اور ارتداد و الحاد کے فتووں کے باوجود" اہم سیاسی اصول پر متفق و متحد ہیں۔ اس کا تجزیہ انشاء اللہ اگلی قسط میں کیا جائے گا۔

اعلان معافی

محمد الدین کشمیری سکنہ ڈسکہ کی ہمشیرہ کے نکاح کے معاملہ میں حاجی ملک جلال الدین ولد گل قوم جولاہا کارندہ چوہدری ظفر اللہ خانصاحب سکنہ ڈسکہ کو جماعت احمدیہ سے خارج کیا گیا تھا۔ مگر چونکہ انہوں نے اب حقیقی توبہ کی ہے۔ اس لئے ان کی درخواست معافی پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاجی ملک جلال الدین مذکور کو معاف فرما دیا ہے۔

غیر مبایع مبلغ پشاور کا عذر گناہ

اخبار پیغام لاہور مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۳۵ء میں میر مدثر شاہ صاحب پشاوری کا خط بنام ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام لاہور میری نظر سے گزرا۔ جس میں انہوں نے سمندر کے بیان مندرجہ اخبار پیغام لاہور مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۵ء سے بے تعلقی کا اظہار کیا ہے۔ مگر حیرت ہے کہ جو شخص خود معترف ہے۔ کہ سمندر مذکور کو (۱) میں نے اپنی انجمن میں آمد و رفت کرتے دیکھا۔ (۲) چند روز کے بعد وہ میری جگہ پر آکر مجھے ملا۔ (۳) اس نے کئی صفحات کا ایک طویل خط مجھ کو پڑھنے کے لئے دیا اور بیان کیا۔ کہ میں ان کو اخبار پیغام صلح وغیرہ میں شائع کرانا چاہتا ہوں۔ (۴) میں نے اس خط کو پڑھا۔ میں نے اس میں بعض مندرجہ واقعات کو ناپسند کیا۔ اور اس کو دو امور کی طرف توجہ دلائی۔ کیا یہ سب کچھ ہماری اس سماعی بات کو جس کا ہم نے اپنے اشتہار بہتان عظیم میں ذکر کیا۔ یقین سے بدل نہیں دیتا۔ اور کیا اس کے بعد بھی کسی حلف مؤکد بعذاب کی ضرورت باقی ہے۔

کیا میر مدثر شاہ صاحب اس بات سے حلف مؤکد بعذاب انکار کرسکتے ہیں کہ سمندر کو جس وقت ہم نے مسجد احمدیہ اور مکان میں سے نکالا تھا۔ تو میر صاحب کے ساتھ ساتھ ہو کر گھر آتے جاتے تھے۔ اور بازاروں میں گشت لگاتے ہمیں نظر آتا تھا۔ اور میر صاحب اس کو اپنے گھر سے کھانا دیتے تھے۔ اسے اپنی انجمن کا نقیب نہ بنایا گیا تھا۔ اور اب تک انجمن کے ممبر اس کی امداد نہیں کر رہے۔

کیا سمندر یا کسی اور کا نام پر ممبران انجمن اشاعت اسلام لاہور یا پشاور کے اشارہ کے سوا ہماری جماعت پر کوئی الزام لگالینا محال ہے۔ بالخصوص جس سے میر صاحب کے بھائیوں کو ہم پیسے کسی پر چوٹ کرنے کا موقعہ مل سکتا ہو۔ کیا سائیں ولی کے نشر کے مواد اور معاون میر صاحب اور ان کے رفقا نہ تھے۔ یا احرار پشاور نے جو فتنہ میرے خلاف کھڑا کیا۔ وہ در اصل ان کا پیدا کردہ نہیں کیا مولوی محمد علی صاحب یا ڈاکٹر بشارت احمد صاحب یا مولوی غلام حسن خانصاحب یا میر مدثر صاحب قسم اٹھانے کو حاضر و ناظر جان کر حلفاً کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم یا ہم میں سے کوئی سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف احمدی کہلا کر وہ الفاظ منسوب کرسکتا ہے۔ جو سمندر نے روایت کئے ہیں۔ اور اخبار پیغام لاہور نے شائع کئے ہیں۔ اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اس پر عامۃ الناس کو میرے خلاف مشتعل کیا ہے۔ یہ لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ دراصل یہ سب کچھ غلط اور جھوٹ ہے۔ مگر وہ اس فتنہ کو مؤثر کار ہیں۔ ان سے زیادہ سمجھدار تو اخبار شیر پنجاب کا ایڈیٹر نکلا۔ جس نے لکھا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو اپنا مطاع اور رسول مانتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کو ان کا متبع مانتی ہے۔ پھر کیونکر قاضی محمد یوسف یا کوئی اور احمدی ان کی ہتک کرسکتا ہے۔ حق بات ایک سکھ کہہ سکا مگر افسوس ہے۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد اور اس کے بھائی مسلمان کہلا کر نہ کہہ سکے۔

وہ سمندر کا میرے پرائیویٹ معاملات پر کچھ کہنا اور میر صاحب کا روکنا کیا یہ مجھ پر احسان ہے۔ یا اپنے آپ پر کیونکہ کورٹ میں جاکر ثبوت دینا آسان نہ تھا۔ اور قانون گورنمنٹ برطانیہ سیدھا کر دیتا۔ ورنہ اب شائع کرکے دیکھ لو۔ میر صاحب نے اپنی فطرت کے تقاضا سے مجبور ہو کر میرے پرائیویٹ معاملات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ میر صاحب سب سے پہلے اپنے ذاتی معاملات اور اپنے گھر کے واقعات پر نظر ڈال لیتے۔ میں میر صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کو کھلا موقع دیتا ہوں کہ وہ شرعی احکام کو مدنظر رکھ کر میرے خلاف جو کچھ کہنا چاہیں کہیں۔

میر صاحب کو اگر شوق ہو۔ تو پشاور یا لاہور میں چند افراد کا ایک مجمع کریں۔ جن میں آدھے آدمی ہماری جماعت کے ہوں۔ اور آدھے ان کی جماعت کے پھر وہ شوق سے میرے متعلق حلف مؤکد بعذاب اظہار بیان کریں۔ جو کچھ بیان کریں۔ اور جو گواہ چاہیں پیش کریں۔ وہی شرائط ان کے بارہ میں میں بیان کروں گا۔ جو کچھ بیان کرونگا جس میں ان کی ذات اور ان کے متعلق افراد کے واقعات ہونگے۔ گواہ رویت ہونگے۔ سماعی نہ ہوں گے۔ کیا میر صاحب اس مقابلہ کے واسطے تیار ہیں۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔

قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور نزیل قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقرار نامہ پر بیہودہ اعتراض

الفضل کی گزشتہ دو اشاعتوں میں ملک محمد رشید اللہ صاحب نے ایک مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔ جس میں مخالفین احمدیت کے ان اعتراضات کی لغویت واضح کی ہے۔ جو آئے دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اقرار نامہ پر کئے جاتے ہیں۔ جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کو حضرت اقدس اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے مابین لکھا گیا۔

ابوالانبیاء کے متعلق غیر احمدیوں کا بیہودہ خیال

اس معاہدہ کے متعلق دشمنان احمدیت کی تمام ہرزہ سرائی کا دارو مدار صرف اس بات پر ہے کہ گویا ان کے خیال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام عدالت سے خوفزدہ ہو گئے تھے ولیس۔ لیکن قطع نظر اس کے کہ ان لوگوں کا یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کیا یہ کھلی ہوئی حقیقت نہیں کہ ان کے نزدیک ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک دفعہ بادشاہ سے مرعوب ہو کر اور دو دفعہ قوم کے مفسدوں سے ڈر کر جھوٹ بولا (نعوذ باللہ) گویا ان کے نزدیک نبوت کی کوئی وقعت ہے جو صدیقا نبیا کہکر ان کو تمام انبیاءات سے بری ٹھہراتا ہے۔ اور نہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم شخصیت کا انہیں کچھ احترام ہے اسی طرح ترمذی شریف میں آتا ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے داؤد کو اپنی عمر میں سے چالیس سال دے دیئے لیکن پھر انکار کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کی اولاد بھی اسی قسم کے انکار کرنے لگی۔

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ غیر احمدیوں کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کا نعوذ باللہ جھوٹ بول لینا اور اپنے عہد کو بالائے طاق رکھ دینا جائز ہے۔ اور ایسا کرنا ان کی شان نبوت کے منافی نہیں اندریں صورت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابت محض ایک خیالی اور فرضی افسانہ گھڑ کر کے شور و غوغا مچانا اور زبانِ طعن دراز کرنا کہاں کی شرافت ہے۔

امر واقعہ

بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معاہدہ پر کسی ڈر یا رعب کی وجہ سے دستخط نہیں فرمائے تھے۔ بلکہ اپنے اعلان کی تجدید کی تھی۔ اور یہ خدا کا فضل تھا۔ کہ سرکاری عدالت کے ذریعہ سے آپ کا اعلان شرفاء کی نظر میں وقیع ہو گیا۔ علاوہ بریں بٹالوی ایسا معاند احمدیت اس حکیمانہ کارروائی کے شکنجہ میں آکر نہتہ اور بے دست و پا ہو کے رہ گیا۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ اعلان جس کا ہم نے اپنے مضمون میں ذکر کیا ہے۔ کب فرمایا۔ اور اس کے اہم کوائف کیا ہیں؟

برادر ملک صاحب نے اپنے مضمون میں اصل حوالہ جات اور تحریریں نقل کر کے بتایا ہے۔ کہ یہ اعلان حضرت اقدس نے عدالتی معاہدہ سے دو سال پہلے شائع فرما دیا تھا مگر میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ عدالتی معاہدہ سے پورے تیرہ سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ ذیل اشتہار شائع کر چکے تھے۔

رسالہ سراج منیر مشتمل بر نشانہائے رب قدیر کی غرض تالیف بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

"اس رسالہ میں تین قسم کی پیشگوئیاں ہیں اول وہ پیشگوئیاں کہ خود اس احقر کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی جو کچھ راحت یا رنج یا حیات یا وفات اس ناچیز سے متعلق ہے۔ یا جو کچھ تفضلات و انعامات الٰہیہ کا وعدہ اس ناچیز کو دیا گیا ہے۔ وہ ان پیشگوئیوں میں مندرج ہے۔ دوسری وہ پیشگوئیاں جو بعض احباب یا عام طور پر کسی ایک شخص یا بنی نوع سے متعلق ہیں۔ اور ان میں سے ابھی کچھ کام باقی ہے۔ اور اگر خدا تعالےٰ نے چاہا۔ تو وہ بقیہ بھی طے ہو جاویگا۔ تیسری وہ پیشگوئیاں جو مذاہب غیر کے پیشواؤں یا واعظوں یا ممبروں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اس قسم میں ہم نے بطور نمونہ چند آدمی آریہ صاحبوں اور چند قادیان کے ہندوؤں کو لیا ہے۔ جن کی نسبت مختلف قسم کی پیشگوئیاں ہیں۔ کیونکہ انہی میں آج کل نئی نئی تیزی اور انکار اشد پایا جاتا ہے. . . . .

چونکہ پیشگوئیاں کوئی اختیاری بات نہیں ہے۔ تا ہمیشہ اور ہر حال میں خوشخبری پر دلالت کریں۔ اس لئے ہم بانکسار تمام اپنے موافقین و مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ کسی پیشگوئی کو اپنی نسبت ناگوار طبع دیکھیں تو فوت یا کسی اور مصیبت کی نسبت پاویں۔ تو اس بندہ ناچیز کو معذور تصور فرماویں بالخصوص وہ صاحب جو باعث مخالفت و مغایرت مذہب اور بوجہ نامحرم اسرار ہونے کے حسن ظن کی طرف بمشکل رجوع کر سکتے ہیں جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی و پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری وغیرہ جن کی قضاء و قدر کے متعلق غالباً اس رسالہ میں بقید وقت و تاریخ کچھ تحریر ہو گا۔ ان صاحبوں کی خدمت میں دلی صدق سے ہم گذارش کرتے ہیں۔ کچھ ہمیں فی الحقیقت کسی کی بدخواہی دل میں نہیں۔ بلکہ ہمارا خداوند کریم خوب جانتا ہے۔ کہ ہم سب کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اور بدی کی جگہ نیکی کرنے کو مستعد ہیں۔ اور بنی نوع کی ہمدردی سے ہمارا سینہ منور و معمور ہے۔ . . . . باوجود اس رحمت عام کے کہ جو فطرتی طور پر خدائے بزرگ و برتر نے ہمارے وجود میں رکھی ہے۔ اگر کسی کی نسبت کوئی بات ناملائم یا کوئی پیشگوئی وحشتناک بذریعہ الہام ہم پر ظاہر ہو۔ تو وہ عالم مجبوری ہے جس کو ہم غم سے بھری ہوئی طبیعت کے ساتھ اپنے رسالہ میں تحریر کرینگے۔ . . . . . . بایں ہمہ اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گذرے۔ تو وہ مجاز ہیں کہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء سے یا اس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شائع ہو ٹھیک ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں تا وہ پیشگوئی جس کے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں۔ اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جاوے اور موجب دلآزاری سمجھ کر کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جائے۔ اور کسی کو اس کے وقتِ ظہور سے خبر نہ دی جائے الخ" محررہ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء (دیکھو ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء ملحقہ آئینہ کمالات اسلام) یہ اشتہار تحریر فرمانے کے بعد اس کے ساتھ ہی اگلے صفحہ پر حضور نے بعنوان "لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی" فرمایا ہے:۔

"واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ اندرمن مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی۔ کہ اگر وہ خواہشمند ہوں۔ تو ان کی قضاء و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں۔ سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔ لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا۔ کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی۔ تو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ عجل جسد لہٗ خوار لہٗ نصب و عذاب الخ"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عدالت کی کارروائی سے بہت قبل نہ صرف اس قسم کا اعلان خود شائع فرما دیا تھا۔ بلکہ اس کے مطابق آپ عمل درآمد بھی فرماتے تھے۔ جیسا کہ پنڈت لیکھرام کے واقعہ کے متعلق ہوا۔ کہ اس کے لکھنے کے بعد آپنے اس کی نسبت پیشگوئی شائع فرمائی۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امر کے خواہاں تھے۔ کہ مخالفین سب و شتم سے باز آجائیں۔ اور آپ کی دلآزاری سے دست کش رہیں۔ چنانچہ اسی مقصد کی تکمیل کے لئے آپ نے اقدام فرمایا۔ اور وہ اشتہار دیا۔ جو اوپر درج ہو چکا ہے۔ اور اس طرح بدزبان مخالفین کے ایک حصہ کا منہ بند کر دیا۔ اسی معاہدہ کی پختگی کے لئے غیب سے ایک مقدمہ کی تقریب پیش آگئی۔ جس میں بٹالوی نے بادل ناخواستہ اس معاہدہ پر دستخط کر دیئے۔ جس کی دعوت حضرت اقدس کی طرف سے تیرہ سال پہلے مخالفین کو دی جا چکی تھی۔ اور جس کے رو سے شیخ بٹالوی کے ہمنواؤں کے منہ بھی سربمہر ہو گئے۔

پس یہ معاہدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدعا کو پورا کرنے والا تھا۔ نہ کہ آپ کو نشانہ اعتراض بنانے والا۔

سلیم "جامعہ"

سلور جوبلی کی تقریب اور احمدی جماعتیں

مالیر کوٹلہ

۶ مئی ۱۹۳۵ء کو بفضلہ تعالیٰ بتقریب جشن سلور جوبلی جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ پانچ بجے شام مسجد احمدیہ میں جمع ہوئی۔ شیخ غلام احمد صاحب نومسلم نے تقریر کی۔ اس کے بعد شہنشاہ معظم کے حق میں دعا کی گئی۔ رات کو تمام احمدیوں نے اپنے اپنے مکانوں پر چراغاں کیا۔ نواب محمد علی خان صاحب کی طرف سے مسجد احمدیہ میں روشنی کی گئی۔ اور جو احمدی غریب تھے ان کو نواب صاحب موصوف نے روشنی کے لئے خرچ دیا۔

(نامہ نگار)

امرت سر

جماعت احمدیہ امرت سر نے بتقریب سلور جوبلی ۶ مئی ۱۹۳۵ء بعد نماز ظہر بصدارت مولوی محمد شریف صاحب جلسہ کیا۔ جس میں مولوی صاحب نے تقریر کی۔ ان کے بعد سید بہاول شاہ صاحب نے حضور شہنشاہ معظم جارج پنجم کے مختصر سوانح حیات پر تقریر کی۔ رات کے وقت بہت سے احباب نے اپنے مکانوں پر چراغاں کیا۔ اور صاحب استطاعت حضرات نے غرباء کو کھانا کھلایا۔ (نامہ نگار)

گوجرانوالہ

مورخہ ۶ مئی ۱۹۳۵ء کو بوقت صبح احباب جماعت احمدیہ گرد و نواح سے بہ تعداد کثیر برائے دعاء شہنشاہ معظم مسجد احمدیہ باغبان پورہ میں جمع ہوئے۔ دعا کے بعد جناب میر محمد بخش صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ وکیل امیر جماعت نے احسن پیرایہ میں سلطنت برطانیہ کے فیوض و برکات بیان فرمائے۔ پھر رات کو جلسہ منعقد کیا گیا جس میں مسٹر محمد شفیع صاحب اسلم اور خواجہ محمد شریف صاحب نے برکات سلطنت برطانیہ پر تقریریں کیں۔ مسجد احمدیہ باغبان پورہ میں چراغاں کیا گیا۔ احباب جماعت نے گھروں پر چراغاں کر کے سلور جوبلی کی خوشی منائی۔

نامہ نگار

ڈیرہ دون

۶ اور ۷ مئی کو جماعت احمدیہ ڈیرہ دون نے ہز میجسٹیز بادشاہ سلامت و ملکہ معظمہ کی سلور جوبلی پوری سرگرمی سے منائی۔ تجار احباب کی دوکانوں پر سارا دن "یونین جیک" لہراتا رہا۔ نیز احمدی احباب نے ورزشی مقابلوں میں حصہ لیا اور فوجی پریڈ اور کھیلوں میں شمولیت کے علاوہ بادشاہ سلامت کی درازیٔ عمر کے لئے دعا کی گئی۔ نامہ نگار

لاہور

۷ مئی۔ بوقت صبح بر مکان مرزا مولا بخش صاحب جلسہ منعقد کیا گیا۔ مکان کو جھنڈیوں اور یونین جیک سے آراستہ کیا گیا۔ مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ برطانیہ کی برکات اور شہنشاہ معظم کی ذاتی خصوصیات پر شستہ اور دلچسپ اور عام فہم پیرایہ میں تقریباً ایک گھنٹہ تقریر کی۔ حاضرین کی مرزا مولا بخش صاحب کی طرف سے مٹھائی سے تواضع کی گئی۔ اور تقریباً ایک صد غرباء کو کھانا تقسیم کیا گیا۔ عصمت علی از لاہور

بنگہ

۶ مئی ۱۹۳۵ء۔ سلور جوبلی کی تقریب پر شیخ عبد الرحمن صاحب احمدی و ڈاکٹر فضل حق صاحب نے احمدیہ سکول بنگہ کے طلباء و دیگر احباب میں مٹھائی تقسیم کی۔ نیز شب کو احمدیوں نے اپنے مکانات پر چراغاں کیا۔

خاکسار: شیخ محمد عمر

احمدی پور

۶۔۷ مئی کی درمیانی شب کو سلور جوبلی کی تقریب کے سلسلہ میں خوشی اور مسرت کے اظہار کے لئے انجمن احمدیہ احمدی پور نے جلسہ کیا۔ جس میں شہنشاہ جارج پنجم کے حالات زندگی بیان کئے گئے۔ جلسہ دعا کے بعد ختم ہوا۔ (نامہ نگار)

کراچی

۶ مئی۔ بعد نماز مغرب زیر صدارت حاجی عبد الکریم صاحب تقریب سلور جوبلی پر اظہار خوشی کے لئے جلسہ منعقد کیا گیا۔ مسٹر فتح محمد شرما۔ فقیر عبد الرحیم صاحب سب انسپکٹر پولیس۔ ماسٹر عبد الغفور خان صاحب۔ سید رحمت علی شاہ صاحب بی۔ اے اور مولوی محمد نواز خان صاحب نے گورنمنٹ برطانیہ کے فوائد اور احسانات کے موضوع پر تقریریں کیں۔ جلسہ صدر صاحب کی آخری تقریر اور دعا کرنے کے بعد ختم ہوا۔

جلسہ کے اختتام پر تمام احباب میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ اور ملک معظم اور ملکہ معظمہ کے حق میں دعائیں کی گئیں۔

نامہ نگار

حیات مسیح کے متعلق احراری علماء سے چند سوالات

قرآن مجید و احادیث صحیحہ کے علاوہ بزرگان سلف کے اقوال سے یہ ثابت شدہ امر ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح فوت ہو چکے ہیں۔ لیکن بعض لوگ اب تک ان کی بجسدہ العنصری حیات کے قائل اور ان کی دوبارہ امت محمدیہ میں آمد کے معتقد ہیں۔ پس ہم ذیل میں چند سوالات درج کرتے ہیں۔ جن کے جواب کے وہ لوگ ذمہ دار ہیں۔ جو ابھی تک حیات مسیح کے موہوم عقیدہ پر قائم ہیں۔

پہلا سوال

حضرت مسیح ناصری کی آمد سے پیشتر بنی اسرائیل میں ایلیا نبی کے آسمان پر زندہ موجود ہونے کا عقیدہ پایا جاتا تھا۔ کیونکہ ان کی الہامی کتاب میں لکھا تھا کہ "ایلیاہ بگولے میں ہو کر آسمان پر جاتا رہا۔" (۲۔ سلاطین ۲/۱۱) نیز ملاکی نبی کی کتاب باب ۴ آیت ۵ میں یہ پیشگوئی تھی۔ کہ "خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔"

ان شہادات کی بنا پر وہ لوگ ایلیاہ نبی کی دوبارہ آمد کے منتظر تھے۔ حضرت مسیح سے بھی انہوں نے اسی وجہ سے دریافت کیا کہ "کیا تو ایلیاہ ہے؟ اس (مسیح) نے کہا میں نہیں ہوں۔" (یوحنا ۱/۲۱) سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ اگر حضرت مسیح واقعی سچے ہیں تو ان کی آمد سے پیشتر ایلیاہ کا دوبارہ نزول ضروری تھا۔ کیوں نہ ہوا۔ حضرت مسیح ناصری اس سوال کا ان لوگوں کو یہ جواب دیتے ہیں کہ "چاہو تو مانو۔ ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے (یعنی یوحنا) جس کے کان سننے کے ہوں وہ سن لے۔" (متی ۱۱/۱۴-۱۵)

اب ہمارا سوال یہ ہے۔ کہ جس طرح قرآن کریم سے بل رفعہ اللہ الیہ کی دلیل آسمان پر مسیح کے جانے کی پیش کی جاتی ہے۔ ویسے ہی یہودی۔ ۲۔ سلاطین کی مندرجہ بالا عبارت پیش کرتے تھے۔ پھر جیسا کہ اس جگہ اذا نزل ابن مریم فیکم کی احادیث پیش کی جاتی ہیں۔ بعینہ یہودی ملاکی نبی کی کتاب سے آیات پیش کرتے تھے۔ مگر ان کو جواب میں یہی سمجھایا گیا۔ کہ دوبارہ آمد سے مراد اس نبی کے مثیل کی آمد ہوا کرتی ہے پھر آج اگر حضرت مسیح علیہ السلام غیر احمدیوں کے خیال کے مطابق آجائیں۔ تو کیا یہودی مسیح کے انکار میں حق بجانب نہ سمجھے جائیں گے؟ اور کیا وہ حضرت مسیح پر بلکہ خدا تعالیٰ پر یہ اعتراض کرنے میں حق پر نہ ہونگے۔ کہ جب ہم نے دوبارہ آنے والے نبی کا مطالبہ کیا تو ہمیں کہا گیا۔ کہ دوبارہ آمد نہیں ہو سکتی۔ مگر برخلاف اس کے اب بذات خود تشریف فرما ہو رہے ہیں۔

دوسرا سوال

متی ۱۵/۲۴ میں حضرت مسیح ناصری فرماتے ہیں۔ "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" حواریوں کو تبلیغ کے لئے بھیجا تو "انہیں حکم دے کے کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا" (متی ۱۰/۵-۶) قرآن مجید میں آتا ہے رسولاً الیٰ بنی اسرائیل خود حضرت مسیح کا بھی بنی اسرائیل

آنریبل چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی بے جا مخالفت

مسلمانوں کی اکثریت کو جناب چوہدری صاحب پر اعتماد ہے

اخبار ڈیلی گزٹ کراچی نے جو ایک با اثر اخبار ہے۔ مندرجہ بالا عنوان سے ایک آرٹیکل اپنے ۵ مئی کے پرچہ میں شائع کیا ہے۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

آنریبل چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے چارج لینے سے پہلے اور بعد مسلمانوں کے سرکاری اور غیر سرکاری حلقوں میں اس خطرناک مخالفت کے اثرات زیر بحث ہیں۔ جو پنجاب کے بعض غیر ذمہ دار مسلمانوں کی طرف سے آپ کے تقرر کے خلاف کی جارہی ہے۔ اور ان کی طرف سے اب یہ تجویز ہے۔ کہ احرار اور ان کی قسم کے دوسرے مسلمانوں کو مسلم سرکردہ لیڈر یہ امر اچھی طرح ذہن نشین کرادیں۔ کہ جناب چوہدری صاحب مسلمانوں کے اسی قسم کے صحیح نمائندے ہیں۔ جس طرح کوئی اور مسلم لیڈر ہوسکتا ہے۔ نیز یہ کہ وہ ان لوگوں کو ان بدنتائج سے متنبہ کریں۔ جو انہیں اس مسلم ممبر کی مخالفت کے سلسلہ کو جاری رکھنے سے بحیثیت قوم برداشت کرنے پڑیں گے۔

ایسے سرکاری اور غیر سرکاری مسلم لیڈر اس امر کو قطعاً برداشت نہیں کرسکتے۔ کہ جناب چوہدری صاحب کی محض اس وجہ سے مخالفت کی جائے۔ کہ وہ نہ سنی ہیں اور نہ ہی شیعہ۔ بلکہ وہ ایک ایسے فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جس کی تعداد نسبتاً بہت کم ہے۔ اور یہ کیونکہ مسلمانوں کا کثیر حصہ احمدی نہیں۔ اس لئے وہ مسلمانوں کے نمائندے تصور نہیں کئے جاتے۔ حالانکہ سرکردہ لیڈروں کے نزدیک چوہدری صاحب ویسے ہی مسلمان ہیں۔ جس طرح کوئی دوسرا مسلمان ہوسکتا ہے۔ گویا یہ لوگ چوہدری صاحب کے خلاف ایسے مبہم حملوں کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور وہ احرار اور دیگر مخالفین کی توجہ ان عظیم الشان خدمات کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جو چوہدری صاحب موصوف گول میز کانفرنس میں مسلم قوم کی خاطر بجا لائے۔ اور انہوں نے ہز ہائی نس سر آغا خاں جیسی جلیل القدر شخصیت سے خراج تحسین حاصل کیا۔

جناب چوہدری صاحب کے حامیوں کے لئے جو بات سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے وہ یہ ہے۔ کہ جب تک چوہدری صاحب پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے ممبر رہ کر ایک اہم مسلم حصہ کی نمائندگی کرتے رہے ہیں اس وقت تک ان لوگوں میں سے جو آجکل ان کے خلاف شورش برپا کر رہے ہیں کسی ایک نے بھی آپ پر کبھی کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا۔ اور یہ لوگ انہیں صوبہ میں باقاعدہ مسلم نمائندہ قرار دیتے رہے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گذشتہ چند مہینوں میں پنجاب کے اردو اخبارات میں احرار نے اس بنا پر مخالفت شروع کر رکھی ہے۔ کہ چوہدری صاحب اپنے ماتحت محکموں میں ملازم بھرتی کرتے ہوئے ایسے مسلمانوں کو ترجیح دیا کریں گے۔ جو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ شملہ کے مسلمان افراد کی ایسی ناپسندیدہ حرکات کو نہایت بری نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور وہ اس امر کو باور نہیں کرسکتے۔ کہ چوہدری صاحب جنہوں نے کبھی احمدیوں اور غیر احمدیوں میں تفریق نہیں کی۔ اب ایسے فعل کے مرتکب ہوں۔

جہاں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اس تمام مخالفت کو جو پنجاب میں ان کے خلاف تحریراً یا تقریراً کی جارہی ہے۔ اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں۔ وہاں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا تعلیم یافتہ طبقہ اس امر کو محسوس کررہا ہے۔ کہ احرار اور ان کے ہمنواؤں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرادی جائے۔ کہ باوجود ان کی اندھا دھند مخالفت کے چوہدری صاحب موصوف پر اکثریت کا اعتماد ہے۔ اور وہ انہیں وائسرائے کی کونسل میں مسلمانوں کا حقیقی نمائندہ سمجھتے ہیں۔

ہے یہ خطاب مندرج ہے۔ کہ یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم۔

ہم پوچھتے ہیں۔ کہ اگر آج بالفرض حضرت مسیح آجائیں۔ اور کوئی یہودی مندرجہ بالا شہادت پیش کرکے ان سے مطالبہ کرے۔ کہ آپ تو اپنی بعثت صرف بنی اسرائیل کے لئے ظاہر کرتے تھے۔ اب مسلمانوں میں کس ارشاد کے مطابق مبعوث ہوکر آئے ہیں تو وہ کیا جواب دیں گے؟ دوم۔ اگر عیسائی بھی انہیں دلائل کی وجہ سے ان کا سرے سے انکار کردیں کہ یہ وہ مسیح نہیں۔ جن کے ہم منتظر ہیں۔ کیونکہ وہ تو صرف بنی اسرائیل کے لئے تھے۔ اور یہ دوسروں کی طرف مبعوث ہیں۔ تو ان کے اطمینان قلب کے لئے کیا جواب ہوگا۔ سوم اگر مسلمان بھی یہ کہہ کر انکار کردیں۔ کہ قرآن مجید میں تو بطور نص یہ بیان ہے کہ حضرت مسیح صرف بنی اسرائیل کے لئے رسول تھے۔ ہم کیوں انہیں مانیں۔ تو ان کو کیا جواب دیں گے قرآنی نص کے جواب میں قرآنی نص ہی پیش کرنی چاہیئے۔

تیسرا سوال

تیسرا سوال یہ ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام تمام مسلمانوں اور دیگر اقوام کی طرف مبعوث ہوکر آگئے۔ تو کیا ان مندرجہ بالا آیات کو قرآن مجید سے اس وقت نکال دیا جائے گا۔ اگر نہیں۔ تو پھر ان کا کیا مطلب ہوگا

چوتھا سوال

انجیل میں آتا ہے۔ کہ ایک غیر اسرائیلی عورت نے حضرت مسیح علیہ السلام سے عرض کیا کہ "اے خداوند میری مدد کر" آپ نے اسے جواب میں کہا "لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں" (متی ۱۵/۲۵-۲۶)

سوال یہ ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی پر کوئی یہودی یا عیسائی کہے کہ آپ کی مندرجہ بالا تصریح کے مطابق بنی اسرائیل تو لڑکے ہیں اور غیر کتے۔ تو کیا منتظرین مسیح ناصری اپنے آپ کو اس گریہ جملے کا مصداق تو نہیں بنا رہے۔

خاکسار۔ سید احمد علی۔ آف گھٹیالیاں

سٹاپ پریس

تعلیم الاسلام ہائی سکول کا میٹریکولیشن کا شاندار نتیجہ

تعلیم الاسلام ہائی سکول سے امسال ۳۳ طلباء شریک ہوئے تھے جن میں سے ۲۸ کامیاب ہوئے :-

نام	نمبر	ڈویژن
سیف اللہ	۴۰۵ نمبر	II
ملک رشید احمد	۴۱۱	II
اقبال احمد	۴۰۳	II
جلال الدین	۴۹۸	II
منور احمد	۴۷۸	II
مرزا عبدالقدیر	۳۴۷	III
محمد زمان	۳۷۱	III
نور محمد خاں	۳۸۶	III
محمد مسعود احمد	۴۵۳	II
صلاح الدین	۴۸۲	II
غلام حسین	۴۹۱	II
منیر احمد	۳۱۰	III
نصیر شاہ	۵۴۰	I
عطاء الرحمٰن درد	۴۲۵	II
نور احمد خان	۳۸۶	II
نثار احمد	۳۴۰	III
محمد احمد	۳۹۴	II
عبدالمجید ناصر	۴۱۷ نمبر	II
نور محمد	۴۶۲	II
عبدالخالق مہتہ	۴۴۷	II
سید محمد یونس	۳۶۸	III
نواب دین	۴۷۰	II
سید علی شاہ	۳۷۰	III
عبدالقادر	۴۰۴	II
عبدالدیان	۴۶۸	II
عبدالحمید	۴۰۴	II
مبارک احمد	۳۷۰	III
محمد خورشید	۴۰۲	II

نصرت گرلز ہائی سکول کا نتیجہ

سکول ہذا سے ۱۲ لڑکیاں شامل ہوئی تھیں جن میں سے چھ کامیاب ہوئیں۔

نام	نمبر	ڈویژن
امۃ الرحیم	۵۱۸	I
زینب بیگم	۴۷۵	II
رشیدہ بیگم	۲۹۶	II

ہاجرہ بیگم ۴۷۷ نمبر II - فرخندہ اختر ۴۱۰ نمبر II - فاطمہ خاتون ۴۰۰ نمبر II - (پرائیویٹ) امۃ طیبہ بنت نواب عبداللہ خان صاحب ۵۸[illegible] I

بقیہ صفحہ اوّل

یا نہیں۔ اور اسکی بنا پر یہ فیصلہ کرنے کا مطالبہ کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر مسلمانوں سے علیٰحدہ کر دیا جائے۔ حکومت سے کیا گیا ہے یا نہیں۔ اگر کیا گیا ہے۔ تو سر موصوف کا یہ اعلان کیونکر درست ٹھہر سکتا ہے۔ کہ اسلامی مسائل کے متعلق قطعی فیصلہ ایسے ہی قاضی یا جج کر سکتے ہیں۔ جو اسلامی شریعت سے بخوبی واقف ہوں۔ کیا حکومت سے ایک اسلامی مسئلہ کا فیصلہ کرانے کی خواہش کرنا اور دوسری طرف اس کی ایگزیکٹو کونسل کے فیصلہ کو خلاف منشا سمجھکر رد کر دینا ایسا حیرت انگیز طریق عمل نہیں۔ جو سر ظفر علی کے سوا شاید ہی کوئی اختیار کر سکے۔

سر موصوف نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ "مسلمان صوبہ کے صرف ان علماء کا فتوے تمام فیصلوں پر قادر سمجھتے ہیں۔ جنہیں اسلامی شریعت کی پوری واقفیت ہے۔ اور جو اسلام کے قانون کے پورے ماہر ہیں۔ مرزائیوں کے متعلق ہر عالم دین اور ہر مولوی کا فتوے فرداً فرداً شائع ہو چکا ہے"

جب مسلمان اپنے علماء کا فتوے تمام فیصلوں پر قادر سمجھتے ہیں۔ اور علماء فتوے دے چکے ہیں۔ تو پھر حکومت سے احمدیوں کے متعلق فتوے حاصل کرنے کی کوشش کیوں کی جا رہی ہے۔ اور کیوں یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ "اگر حکومت مسلمانوں کے زائل شدہ اعتماد کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتی ہو۔ تو مرزائیوں کو جداگانہ جماعت قرار دینا چاہیئے" کیا سر ظفر علی کا یہ مطلب ہے کہ علماء کہلانے والے جو فیصلہ کر دیں۔ حکومت اس کے سامنے بلا چون و چرا سر تسلیم خم کر دے۔ اگر یہی ہے۔ تو کیا حکومت اس طرح قائم رہ سکتی ہے۔ علماء اور ہی علماء جنہیں اسلامی شریعت کی پوری واقفیت کا دعوےٰ ہے۔ یہ فتوے دے چکے ہیں۔ کہ موجودہ حکومت ناقابلِ تسلیم ہے۔ اور اس کے قوانین کی خلاف ورزی اسلام کی تعلیم کے عین مطابق ہے کیا اس بات کو درست قرار دے کر حکومت کو اجازت دیدینی چاہیئے۔ کہ لوگ قوانینِ حکومت کی خلاف ورزی کرتے پھریں۔

غرض سر ظفر علی صاحب کے مطالبہ اور اس

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۸ مئی۔ انڈیا بل پر بحث کے دوران میں بعض کے اعتراضات کے جواب میں نائب وزیر ہند نے اعلان کیا کہ یہ اعلان غلط ہے۔ کہ حکومت ہندوستان کی مختلف اقوام میں نفاق ڈال کر حکومت کرنا چاہتی ہے۔ بلکہ حکومت کی پالیسی مسلم نواز ہے۔

روم ۸ مئی۔ مسولینی پرسوں فلورنس جا رہا ہے۔ تاکہ چانسلر سے آسٹریا میں روز افزوں نازی اثر و رسوخ کے متعلق بات چیت کرے۔ خیال ہے کہ نازی پروپیگنڈا آسٹریا میں بڑے زور شور سے ہو رہا ہے۔

پٹنہ ۹ مئی۔ مولوی شفیع داؤدی جب کے اسمبلی میں انتخاب کے خلاف شیخ منصور صاحب نے جو درخواست دی ہوئی تھی اس کا سپیشل ٹریبونل نے آج فیصلہ کر دیا۔ اور درخواست کو خارج کرتے ہوئے مدعی کو حکم دیا۔ کہ مدعا علیہ کو ۱۷۵ روپیہ جو مقدمہ پر خرچ ہوا ہے۔ ادا کرے۔

لاہور ۹ مئی۔ پنجاب کے مختلف اضلاع اور ریاستوں نے سلور جوبلی فنڈ میں جو رقوم بطور چندہ دی ہیں۔ ان کی تعداد ۹ لاکھ سے زیادہ ہے چند ہفتے پیشتر خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اس قدر چندہ شاید جمع نہ ہو سکے۔

ناگپور ۸ مئی۔ سی۔ پی کونسل کے انتخابات کے لئے نئے الیکٹورل رول تیار کئے جا رہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے۔ کہ رول ۲۵ مئی تک تیار ہو جائیں۔

لنڈن ۹ مئی۔ ہاؤس آف کامنز میں دریافت کرنے کے لئے ایک ممبر کی طرف سے اس سوال کا نوٹس دیا گیا ہے کہ کیا بمبئی میں جرمن موٹر فیکٹری کے افتتاح کی تجویز کا حکومت کو کوئی علم ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ کارخانہ سالانہ پندرہ ہزار موٹر کاریں اور ایک ہزار موٹر بسیں تیار کر سکے گا۔

امرتسر ۹ مئی۔ آج یہاں سونے کا بھاؤ ۳۶/۱۱/- اور چاندی کا ۷/۱۲/- ہے گندم ۲/۶/۹ - چنے ۲/۱/۳ - روئی ۲/۱/۲ اور بنولہ ۲/۱/- فی من ہے۔

امرتسر ۹ مئی۔ ایک قریبی موضع پھیڈوال میں کسی نے گندم کے تمام ڈھیروں کو آگ لگا دی۔ اور اس طرح دیہاتیوں کی انتہائی کوششوں کے باوجود ان کا تمام غلہ جس کا اندازہ دس ہزار من کیا جاتا ہے۔ جل کر راکھ ہو گیا۔ یہ واقعہ باہم عداوت کا نتیجہ ہے۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے

دہلی ۹ مئی۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے طلباء کا ایک جلسہ سلور جوبلی کی تقریب پر ملک معظم کو مبارکباد دینے کے لئے منعقد ہوا۔ صدر جلسہ نے قرارداد کو کھڑا ہو کر منظور کرنے کے لئے کہا۔ مگر بعض طلباء نے کھڑا ہونے سے انکار کر دیا۔ سٹوڈنٹس یونین کے اجلاس میں جو اسی غرض سے منعقد کیا گیا تھا۔ آوازے کسے گئے۔ اور ریزولیوشن کے پیش ہوتے وقت بعض طلباء نے شور مچایا۔ کہ جلیانوالہ باغ کے واقعہ کو نہ بھولو۔ صرف ایک درجن طلباء ریزولیوشن کی تائید میں ووٹ دینے کے لئے اُٹھے۔ درباقیوں نے انقلاب زندہ باد کے نعروں میں اسے نامنظور کر دیا۔

لائل پور ۹ مئی۔ بھارت سبھا کے سابق سیکرٹری نے آج ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں حاضر ہو کر کہا۔ کہ یا مجھے نوکری دی جائے۔ یا جیل بھجوا دیا جائے۔ زیر دفعہ ۱۰۹ اسے گرفتار کر لیا گیا۔

جماعت احمدیہ کراچی اور سلور جوبلی

کراچی صدر ۱۰ مئی عبدالکریم صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ ایسوسی ایشن حسب ذیل تار ارسال کرتے ہیں:-

احمدیہ ایسوسی ایشن نے سلور جوبلی کی تقریب شاندار طریق پر منائی۔ تین روز تک چراغاں کیا جاتا رہا۔ ہز میجسٹی کی درازیٔ عمر اور سلامتی کے لئے خاص طور پر دعائیں کی گئیں۔ ہز میجسٹی کو تار ارسال کیا گیا۔

لنڈن ۹ مئی۔ آج ملک معظم و ملکہ معظمہ ہاؤس آف لارڈز اور ہاؤس آف کامنز کی طرف سے ایڈریس لینے کے لئے ویسٹ منسٹر ہال میں گئے۔ رستہ میں ہجوم بالکل اسی طرح تھا۔ جس طرح سلور جوبلی کے جلوس کے روز تھا۔ لارڈ چانسلر اور سپیکر نے اپنے اپنے ایوانوں کی طرف سے ایڈریس پڑھے۔ جو انہوں نے قدیم روایات کے مطابق خود بخود اپنے ایوانوں سے مشورہ کئے بغیر لکھے تھے۔ بادشاہ ملک نے دونوں ایوانوں کا ان کی وفاداری کے لئے شکریہ ادا کیا۔ یہ ہال ولیم روفس کے زمانہ میں تعمیر ہوا تھا۔

لنڈن ۹ مئی۔ انڈیا بل پر بحث کے دوران میں جب پونا پیکٹ پر بحث کا وقت آیا۔ تو ڈائی ہارڈز نے سخت مخالفت کی۔ سر ہنری کرافٹ نے کہا۔ کہ مسٹر گاندھی ہر اس موقعہ پر جب حکومت ہندان کی بات نہ مانے۔ فاقہ کشی کر کے جان دینے پر آمادہ ہو کر اپنی بات منوا لینگے۔ ایک اور ممبر نے کہا کہ ہندوستانیوں کا باہم کوئی سمجھوتہ نہ کر سکنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ وہ سیلف گورنمنٹ کے ناقابل ہیں۔ جو پیکٹ صرف مسٹر گاندھی کی جان بچانے کے لئے منظور کر لیا گیا۔ وہ سخت غیر منصفانہ ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھوتوں کے وہی امیدوار کامیاب ہو سکیں گے۔ جن کی ہندو تائید کریں۔ نائب وزیر ہند نے جواب میں کہا۔ کہ ہندوستانیوں کو باہم سمجھوتہ کا موقعہ دیا گیا تھا۔ اور پونا پیکٹ پہلا سمجھوتہ تھا۔ جو دونوں قوموں میں ہوا۔ اس لئے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

لائل پور۔ ۹ مئی۔ سلور جوبلی کی رات بجلی کی رو ڈھیل کرنیکے الزام میں مقدمہ سازش لاہور کے مشہور ملزم بھگت سنگھ کے بھائی کل بیر سنگھ کو بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ایک گاؤں بنگا نامی سے گرفتار کیا گیا ہے پولیس نے چودہ روز کا ریمانڈ لیا ہے۔ اور ضمانت نامنظور کر دی ہے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی)